301/8/8/11

Scholar's Name: Aziz Ahmad Khan

Supervisor's Name: Dr. Kausar Mazhari

Topic: Firaq Gorakhpuri Ki Nasri Khidmat

Deptt.of Urdu

Jamia Millia Islamia.New Delhi- 110025

فراقؔ گورکھپوری کی شخصیت ہمہ جہت رہی ہے۔ وہ نہ صرف ایک اہم شاعر ہیں بلکہ اردو کے معروف نقاد بھی ہیں۔ حالی کے بعد اردو میں فراقؔ کے علاوہ کوئی ایسا ناقد نظر نہیں آتا جو ایک ممتاز اور قد آور شاعر بھی ہو۔ فراق گورکھپوری کی تنقیدی نگارشات اردو تنقید میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ گرچہ ان کا شمار اردو غزل کے مقتدر شعرا میں ہوتا ہے لیکن ان کی نثری تصانیف بھی غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کی تنقیدی بصیرت کا اندازہ ان کے تنقیدی مضامین، مکتوبات اور سوانحی مضامین سے بخوبی ہوتا ہے۔

فراقؔ کی مشہور کتاب ''اندازے'' ہے۔ اس میں انھوں نے قدیم شاعری کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور نئی شاعری کا بھی خیر مقدم کیا ہے لیکن انھیں خدشہ ہے کہ نوجوان نئے ادب اور نئی شاعری کے سیلاب کی زد میں اس طرح نہ بہہ نکلیں کہ پرانے ادب اور پرانی شاعری سے بالکل بے خبر ہو کر رہ جائیں۔ پرانی غزلوں سے واقفیت کو اردو جاننے اور پڑھنے والوں کے لئے لازم مانتے ہیں۔ مذکورہ کتاب میں انھوں نے مصحفیؔ، ذوقؔ، حالیؔ، ربندر ناتھ ٹیگور، وغیرہ پر تفصیلی مضامین لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب میں شامل ان کے دیگر مضامین سے بھی ان کے تنقیدی رویے کا پتہ چلتا ہے۔ فراق شاعرانہ استعاروں، تشبیہوں اور علامتوں سے اپنے خیالات کو بہتر اسلوب میں پیش کر دیتے ہیں، جس سے پڑھنے والا اس میں تخلیق کا لطف محسوس کرتا ہے۔ اس طرح خلاقانہ تنقید نے ان سے تخلیقی عمل کا کام لیا ہے۔

فراق کی ایک اہم تنقیدی کتاب ''اردو غزل گوئی'' ہے۔ انھوں نے غزل کی تفہیم وحمایت اور غزل کی صنفی تشریح کے سلسلے میں بہت سارے مضامین لکھے ہیں، لیکن اردو غزل گوئی میں بہت ساری باتیں اور بکھرے ہوئے خیالات یکجا ہو گئے ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف اردو غزل پر کئے گئے اعتراضات کا دفاع کرتی ہے، بلکہ نظم اور غزل دونوں کے متعلق بہت سی معلومات فراہم کرتی ہیں۔ فراقؔ کی ایک اور اہم تنقیدی کتاب ''اردو کی عشقیہ شاعری'' ہے۔ یہ کتاب اردو تنقید میں ایک مستقل اور وقیع اضافہ ہے اور فراق کے فکری انہماک کا منھ بولتا ثبوت ہے۔

فراق کی ایک اور تنقیدی کتاب ''حاشیے'' ہے۔ انھوں نے اس کتاب میں چھ مضامین شامل کئے ہیں، جن میں

پہلا مضمون ''ربندر ناتھ ٹیگور'' ہے۔ فراق گورکھپوری کی دلچسپی ربندر ناتھ ٹیگور میں شروع سے ہی رہی ہے۔ انہوں نے ''گیتا نجلی'' کے علاوہ ''ایک سو ایک نظمیں'' کے عنوان سے ٹیگور کی منتخب نظموں کا ترجمہ بھی کیا۔ اس مضمون میں فراق نے ان کی بعض شاعرانہ خصوصیات کو اجاگر کیا ہے۔ فراق نے اس کتاب میں اردو، ہندی زبان کے متعلق سوال اٹھایا ہے اور پھر اس کا تفصیلی جواب دیا ہے۔ اردو ہندی جھگڑے کے سلسلے میں فراق نے بے شمار مضامین لکھے ہیں جن میں ان کا لہجہ اکثر سخت ہو جاتا تھا۔ وہ کسی بھی موضوع پر تقریر کرتے تو اردو ہندی صوتیات کو ضرور موضوع بحث بناتے اور سنسکرت زدہ ہندی کو برا مانتے۔ لیکن انہوں نے اس کتاب میں مدلل طریقے سے اردو ہندی مسئلے پر اظہار خیال کیا ہے اور اردو کی بنیادوں تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔

فراق کی تنقیدی کتابوں کے علاوہ ان کے خطوط کا ایک مجموعہ ''من آنم'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس میں شامل خطوط سے ادب کے مختلف پہلوؤں پر فراق کے خیالات کے علاوہ ان کی زندگی کے مختلف گوشوں اور ان کی شخصیت پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ اپنی زندگی بالخصوص ازدواجی زندگی اور جنس کے بارے میں کھل کر سامنے آتے ہیں۔ فراق گورکھپوری کے خطوط سے اگر کوئی ان کی زندگی کے واقعات یکجا کرنا چاہے تو یقیناً یہ خطوط ممد و معاون ثابت ہوں گے۔ ان خطوط میں فراق نے اپنی آپ بیتی بڑی بے باکی اور صاف گوئی سے بیان کی ہے۔ فراقؔ نے سوانحی مضمون بھی لکھے ہیں۔ انھوں نے ان مضامین میں اپنی پیدائش سے لے کر آزادیِ ہند تک کے احوال کا احاطہ کیا ہے۔ انھوں نے ان مضامین میں اپنی شخصیت کو نمایاں کر کے پیش کیا ہے۔

فراقؔ کے تنقیدی اسلوب میں کچھ خامیاں بھی ہیں۔ ان کا اسلوب اپنی تمام تر دلکشی کے باوجود کبھی کبھی جامعیت اور قطعیت سے عاری نظر آتا ہے اور ان کے خیالات کو شعری دُھند سے باہر نکلنے نہیں دیتا۔ بسا اوقات ان کا شاعرانہ اسلوب ان کے تنقیدی اسلوب پر حاوی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان کی تنقیدی تحریروں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ انہی تحریروں نے غزل کی مخالفت کے دور میں ایک متوازن تصور کی بنیاد رکھی اور غزل کی رمزیت، علامت، داخلیت اور خارجیت کو تاریخی اور عمرانی پس منظر میں دیکھنے اور علم و فن کے گہرے شعور کی روشنی میں مطالعہ کرنے کا رجحان پیدا کیا۔ فراقؔ نے تنقیدی افلاس کے دور میں تاثراتی تنقید، وجدان اور جمالیات کی اہمیت کو بنیاد بنا کر تنقید کے لیے راہیں ہموار کیں اور عصری تنقید کا رخ بدل کر بعد کی اردو تنقید پر بھی گہرے اثرات مرتسم کیے۔ اردو میں دیگر زبانوں کے الفاظ سمو کر اردو نثر کو شگفتگی عطا کی۔